رئیس احمد جعفری

# بزمِ ثقافت

میاں محمد شریف کا حادثۂ ارتحال اتنا بڑا سانحہ تھا جس سے دل و دماغ پر اب تک تعطل کی کیفیت طاری ہے۔

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

لیکن دنیا کی ریت یہی ہے کہ غم کتنا ہی جاں گسل ہو، زخم کتنا ہی کاری ہو، چوٹ کیسی دل کو تڑپا دینے والی ہو، رفتہ رفتہ وقت خود مرہم اور مداوا بن جاتا ہے۔ اور زندگی کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ اگر غم اور مصیبت کے طوفان زندگی کی سرگرمیاں چھین لیں تو زندگی ہی ختم ہو جائے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دنیا قائم ہے۔

میاں صاحب مغفور کی وفات سے ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کے ارکان اور رفقاء کو جو صدمہ پہنچا وہ ایک قدرتی چیز تھی۔ لیکن اس صدمے کے باوجود تحقیقی اور علمی سرگرمیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا، اور اسے جاری رہنا بھی چاہیے تھا۔ میاں صاحب کبھی اور کسی وقت بھی ادارے کی سرگرمیوں میں تعطل اور رکاوٹ پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یہ سرگرمیاں یقیناً ان کی روح کو خوش کرنے کا سبب ہوں گی۔

---

ثقافت کے کسی گزشتہ شمارے میں میاں صاحب کی ایک نہایت اثر انگیز اور سحر طراز نظم ہم نے "ادب شریف" کے عنوان سے شائع کی تھی جو بہت پسند کی گئی۔ متعدد خطوط میں ہم سے مطالبہ کیا گیا کہ میاں صاحب کا کلام برابر ثقافت میں شائع ہوا کرے۔ اسی سلسلے میں میاں صاحب سے میں نے کئی مرتبہ اصرار

کے ساتھ فرمائش کی لیکن وہ اپنی شاعری کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ میرے اصرار سے مجبور ہو کر ایک آدھ نظم اور دے دی پھر سکوت اختیار کر لیا۔

میاں صاحب کے انتقال کے دن میاں بشیر احمد صاحب سے جو ملک کے مایۂ ناز ادیب ہیں، اور شہرۂ آفاق رسالۂ ہمایوں کے مدیر بھی رہ چکے ہیں۔ اور میاں صاحب مرحوم سے خاندانی قرابت رکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ مذکورۂ بالا نظم میاں صاحب نے کوئی چالیس بیتالیس سال پہلے لکھی تھی۔ اور میاں بشیر احمد صاحب کو خاص طور پر پیار سال کی تھی۔ انھوں نے بھی اس نظم کے کیف و تاثر کو سراہا اور فرمائش کی کہ ثقافت کا وہ پرچہ انھیں بھیج دیا جائے جس میں وہ شائع ہوئی تھی۔ اس ارشاد کی تعمیل کر دی گئی۔